سالارجنگ میوزیم

دنیا کا عظیم ترین شخصی ذخیرہ

ڈاکٹر محمد حسن

"عجائب گھر" ماضی اور حال کے درمیان ایک کارآمد تعلق کا کام دیتے ہیں۔ وہ کسی قوم کی بلکہ تمام نسلِ انسان کے خود نوشت سوانح کا ایک نمایاں باب ہیں۔ حیاتِ انسان کے مسلسل ارتقا کے یہ آثار سارے علم کی بنیاد بن جاتے ہیں۔ اسی لیے عجائب گھر انسانی تمدن کا مرقع بھی کہے جا سکتے ہیں۔

حیدرآباد (دکن) کا "سالارجنگ میوزیم" صرف ایک با امن ایسا مقام ہی نہیں جس سے تہذیبی ارتقا کے لیے بنی نوعِ انسان کی جد و جہد کے آثار ملتے ہوں بلکہ اس میں اور بھی قابلِ فخر خصوصیات ہیں۔ ایک شخص کے جمع کردہ نوادرات اور اشیاء کے آرٹ کا شاید ایسا گرانقدر ذخیرہ ہے جس کا شمار غالباً دنیا کے بہترین خزینوں میں ہو سکتا ہے۔

یہ میوزیم سرسالارجنگ کے آبائی محل میں ہے۔ لیکن اس کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد رود موسیٰ کے کنارے رکھا گیا ہے جس کی لہروں نے حسن و عشق اور جنگ و جدل کے کئی مناظر دیکھے ہیں۔ دودمانِ قطب شاہی کا وہ نوجوان شہزادہ جو بعد میں سلطان قلی قطب شاہ کے نام سے والیِ سلطنت ہوا، اسی موسیٰ ندی کو اندھیری طوفانی راتوں میں پار کر کے دوسرے کنارے پر اپنی محبوبہ حیدر محل (بھاگ متی) سے ملنے جاتا تھا۔ شہر حیدرآباد کا نام اسی حیدر محل کے نام سے لیا گیا۔

نمائش کی جا سکے۔

مخطوطات کا نادر ذخیرہ

کسی واحد شخص کے لیے اتنی اعلیٰ قیمتی اور مختلف اقسام کی چیزوں کا جمع کر لینا ایک ناقابل یقین سی بات ہے۔

یہ میوزیم نوادرات، تصاویر، چینی مٹی کے ظروف، جاپانی نقاشی، ایرانی قالین، ظروف، جواہرات سے مرصع مغل اسلحہ جات، سنگ تراشی، دستکاری اور مینا کاری کے کامیاب نمونے، لکڑی کی آرائشی اشیاء، خوش خطی کے نمونے، منجمد جواہرات، اور بلور کی چیزوں کا ایک خزانہ ہے۔ صرف نادر مخطوطات کی تعداد ہی ۹۶۵۰ بتلائی گئی ہے۔ یہ مخطوطات جو مشہور خدا بخش لائبریری (پٹنہ) کے ذخیرے سے دو گنے کے قریب ہیں۔ ان کے تنوع کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان میں ۲۴۵۹ عربی کے ۶۴ام فارسی اور ۱۰۴۵ اردو اور ہندی کے مخطوطات ہیں۔ انگریزی کے بھی ہزاروں مخطوطے موجود ہیں۔

قرآن مجید کے ۳۶۸ مخطوطے خوش خطی کے مختلف اسلوبوں کے حامل ہیں۔ ان میں خط نسخ گلبار، کوفی، رلین، بہار، گلزار، معرب اور ساٹ کے نمونے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ ذخیرہ عظیم اور لاثانی ہے۔ یہاں تحفہ، سمع، خمسہ نظامی وغیرہ کے بھی کئی اہم نسخے ہیں۔

مخطوطات کے عظیم الشان ذخیرہ سے قطع نظر دوسری نادر اشیاء بھی بے شمار ہیں۔ جن میں ہاتھی دانت کی دو چار کرسیاں بھی ہیں جو فرانس کے لوئی پانزدہم نے ٹیپو سلطان کو تحفۃً بھیجی تھیں۔ سلطان ٹیپو کی تلوار اور عمامہ، لوئی چہاردہم اور نپولین کا مکمل فرنیچر سیٹ مشہور مصور ٹی۔ سڈنی۔ کوبرگی مصوری کا ایک مشہور نمونہ کیبٹلزان ری پوز' گوئٹے کے فائرسٹ کے دو کرداروں پر مبنی منقش لکڑی کا ایک دلآویز نمونہ، اور بیرونی کا سنگ مرمر کا شہرۂ آفاق مجسمہ " Veiled Rachel " ہے۔

مخطوطات کے بیسیوں نسخے مصوری، ادب، اور آرٹ کا امتزاج ہیں۔ حاشیہ پر مطلا نقاشی کے علاوہ ان میں فن خوش نویسی کے لاجواب نمونے پیش کیے گئے ہیں۔ اس فن کے بارے میں مشرق کے کئی اہل قلم کی رائے ہے کہ یہ مصوری ہی کی ایک طرز ہے۔ "ایک مشرقی لائبریری" کا مصنف او۔ کو۔ ٹو۔ تو سالار جنگ میوزیم کے آرٹ اور ادب کے نوادرات بیان کرنے میں رطب اللسان ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ دنیا میں کسی اور جگہ خوش نویسی کے اتنے حسین، سحر آفریں اور باکمال نمونے نہیں ملتے۔ میوزیم میں محفوظ شدہ اوراق رنگ و نور سے درخشاں ہیں۔ ان نمونوں میں ایک عجیب سادگی و پرکاری ہے۔ کوئی نمونہ کسی غریب عالم کی واحد جلد ہے۔ کوئی کسی خان خاناں کی مغل بادشاہ کو نذر ہے۔ کوئی کسی مبتلائے مصیبت اور متزلزل ذہن والے بادشاہ کے بارے میں پیشین گوئی ہے۔ کوئی کسی حسین و جمیل شہزادی کی شعری کاوش ہے۔ کوئی جنگ میں کسی فاتح کے ہاتھ آنے والی مغلوں کی اشیاء میں سے ہے، اور کوئی نمونہ کسی روبہ تنزل دربار کے نوادرات میں سے ہے جو چوری کے بعد ہاتھ بدلتا رہا، اور اس حوادث زمانہ کے باعث خستہ و شکستہ ہو گیا۔

یہ سب نمونے بالآخر ایک ہی پناہ گاہ میں پہنچ گئے ہیں۔

سالار جنگ میوزیم کے بہت سے مخطوطات کی ایسی ہی تاریخ ہے۔ ہر نسخہ ایک حسن کا مظہر ہے اور اسے بار بار دیکھ کر دلی مسرت ہوتی ہے۔

ان میں ایک قرآن مجید کا وہ نسخہ بھی ہے جو عہد عباسیہ کے مشہور خطاط یاقوت نے لکھا تھا۔ یہ نسخہ کسی زمانے میں شہنشاہ جہانگیر کی ملکیت میں بھی رہا۔ قرآن مجید کے ایک دوسرے نسخے میں اس خوبی سے کتابت کی گئی ہے کہ ہر جزو کی ہر سطر سوائے پہلی سطر کے الف سے شروع ہوئی ہے جو عربی ابجد کا پہلا حرف ہے۔ یہ نادر صنعت قرآن مشہور زمانہ خوشنویس محمد یوسف کے والد جناب منشی محمد الدین مرحوم کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ وہ قرآن مجید کا نسخہ بھی موجود ہے جو خاص طور پر گولکنڈے کے سلطان کے لیے لکھا گیا تھا۔

شاہجہاں اور اورنگ زیب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کے نسخے بھی یہاں موجود ہیں۔

اردو مخطوطات کے ذخیرے میں میر حسن کی مشہور مثنوی "سحرالبیان" کے نو نسخے ہیں جن میں سے چار تو مرقع ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ پر جس کی تکمیل ۱۲۵۴ ہجری میں ہوئی حیدرآباد کے ایک مشہور فن کار وینکٹ رامیا کی مختصر نقاشی کے ۶۶ مرقعے ہیں۔

ہندی کے ذخیرہ مخطوطات میں دیگر نادر نسخوں کے علاوہ پدماوت کے مصنف بھگتی دور کے شاعر سید محمد جائسی کی دوسری تصنیف "فقیر دیکھنا" بھی ہے۔

دیگر نسخوں میں "سندر سنگار" جو ۱۸۲۵ء میں لکھی گئی، "دسشٹ ساریکا" اور اکرم کی "کندسندلیش" بھی قابل ذکر ہیں۔

قومی میوزیم

یہ میوزیم جو ایک دنیائے عجائب ہے، انسانی ہنرمندیوں اور کامیابیوں کی ایک داستان لیے ہوئے ہے۔ یہ صرف ماضی کے تمدن کا مظہر ہی نہیں بلکہ ہمارے عظیم ورثہ کا ایک جیتا جاگتا پیکر بھی ہے۔

اس اعتبار سے ۱۹۵۸ء میں حکومت نے اسے قومی میوزیم کا رتبہ عطا کیا۔ اس سے سات سال قبل وزیراعظم نہرو نے اسے عوام کے استفادہ کے لیے کھولنے کی رسم ادا کی تھی۔ اور اب دس ایکڑ کے رقبے پر میوزیم کے لیے ایک نئی عمارت تیزی سے تکمیل پا رہی ہے۔ جس کا سنگ بنیاد ۱۹۶۱ء میں وزیراعظم نے رکھا تھا۔ اس کی تعمیر کے اخراجات حکومت ہند اور آندھرا پردیش حکومت برداشت کر رہی ہیں۔ بانی میوزیم کے ورثاء نے بھی ۵ لاکھ کا عطیہ عمارت کے لیے عطا کیا ہے۔

سالارجنگ میوزیم ہماری عظیم تہذیب کا ایک مظہر اور درخشاں علامت ہے۔ ویسے تو اس میں جاپان سے لے کر برطانیہ تک ہر ملک کے نوادرات کے ذخیرے ہیں، جنھیں یہاں محفوظ

کی گیا ہے۔

ہندوستانی تہذیب و تمدن کوئی جامد اور علیحدہ چیز بھی نہیں ہے۔ بلکہ عمل پرور اور ارتقاء پذیر قوتیں رہی ہیں۔ اس تہذیب و تمدن کے پہلو قوس و قزح کے رنگوں کی طرح نہیں جو مختلف ہوتے ہوئے بھی ایک ہی فانوس کی شعاعیں ہیں۔ تاریخ کے ارتقائی عمل نے ہماری ثقافت کے ترکہ میں وحدت بھر دی ہے۔

سالار جنگ میوزیم ہمارے ایسے تہذیبی ارتقاء کا ایک زندہ نمونہ ہے جس میں ہماری قومی زندگی کی رنگا رنگی کی نمائندگی ہوتی ہے اور ہمارے لامذہبی حکومت کے ڈھانچے اور سوشلسٹ طرز کے سماج اور فلاح ریاست کے نظریہ کی پختگی ہوتی ہے۔

اس کا بانی بھی لامذہبیت کے اصولوں اور وسیع النظری کی صفات کا حامی تھا۔ جو علم کے لیے ضروری اجزاء ہیں۔ سالار جنگ کے لیے مذہب، قومیت اور ملک کی تفریق کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ ان کے پاس دنیا کے ہر حصہ سے نوادرات لے کر تاجر آیا کرتے تھے۔ ایک ہال میں منبروں پر تاجر اپنے نوادرات رکھ دیتے اور ان پر قیمت فروخت لکھ دی جاتی اور پھر وہ وہاں سے ہٹا دیے جاتے۔ سالار جنگ اپنے مصاحبوں اور صلاح کاروں کے ساتھ ہال میں ایک ایک چیز کا تنہائی میں معائنہ کرتے اور اپنی جانب سے اس کی قیمت اس کارڈ پر لکھ دیتے جو وہاں پہلے سے لگا ہوتا۔ اگر تاجر کے لیے وہ قیمت قابل قبول ہوتی تو چیز خرید لی جاتی۔ اس طرح بیسیوں اور سینکڑوں نوادرات اسی ہال میں خریدی گئیں۔ جس کے بارے میں عجیب و غریب کہانیاں آج بھی مشہور ہیں۔ کمرۂ جواہرات میں سینکڑوں اور ہزاروں قیمتی پتھر اپنا جلوہ دکھا رہے ہیں جو کبھی بادشاہوں اور شہزادیوں کو زینت دیتے تھے۔

میوزیم کے موجودہ انتظامات کے لحاظ سے یہ چار بڑے حصوں میں منقسم ہے۔ مشرقی حصہ مغربی حصہ، بچوں کا حصہ اور لائبریری۔

مشرقی حصہ میں ہندوستان، برما، جاپان، مصر، ایران، چین اور دوسرے مشرقی ممالک

کے نوادرات کی نمائش کی گئی ہے۔ ہندوستانی مصنوعات ملبوسات کی، پیتل، چاندی کی اشیاء تصویریں، ہاتھی دانت کی چیزیں اور اسلحہ جات بھی اس حصہ میں ہیں۔ مغربی حصہ میں برطانیہ، فرانس، جرمنی اور روس کی اشیاء زیادہ ہیں۔

بچوں کا حصہ اپنی قسم کا بھارت کا شاید سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ تاریخی اہمیت کے بہت سے کھلونے یہاں رکھے جاتے ہیں۔ لائبریری میں مشرقی ادبیات کے بڑے نادر نسخے رکھے ہوئے ہیں۔